فتوحات کے باوجود خود اپنی زندگی کی شب تاریک کو سحر اور اپنے افکار کی دنیا میں سفر کرنے کی کوشش نہیں کی علم و عقل میں غیر معمولی اور حیرت انگیز ترقی کے باوجود اگر انسان کا ضمیر بیدار نہ ہوا اور اسے عرفان و یقین، روحانی و باطنی میسر نہ آیا تو اس کی یہ سب ترقیاں اس کی خودکشی کا سب سے زیادہ موثر حربہ ثابت ہوں گی۔ فہل من مدکر۔

---

آج کل یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبا کے لئے تعلیمی مقاطعہ، انتظامیہ کے خلاف جلسے جلوس اور مظاہرے اور توڑ پھوڑ یہ سب روزمرہ کے مشاغل ہیں جن کا تذکرہ آئے دن اخبارات میں آتا رہتا ہے۔ لیکن سخت افسوس اور تشویش کی بات ہے کہ اب یہ وبا مدارس عربیہ کے حرم تک بھی پہونچ گئی ہے۔ چنانچہ گذشتہ مہینہ دار العلوم دیوبند میں جو کچھ ہوا اور جس کی وجہ سے پولس کو مداخلت کرنی پڑی اور مدرسہ غیر معین مدت تک کے لئے بند کر دیا گیا وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اس سے صرف نظر کر لیجئے کہ علوم جدیدہ کی درسگاہوں اور علوم اسلامیہ و دینیہ کی تعلیم گاہوں دونوں میں نصاب تعلیم، مقصد و منہاج، ماحول اور سوسائٹی کے اعتبار سے کیا فرق ہے۔ اور صرف یہ دیکھئے کہ ایک معمولی ضابطہ اخلاق کیا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ معاملہ مزدوروں اور ملازمین کا ہو یا طلبا کا۔ ان لوگوں کو شکایات ہوتی ہیں تو وہ انھیں محضرنامہ کی شکل میں انتظامیہ کے سامنے پیش کرتے ہیں، اس پر گفتگو کرتے ہیں اور اگر یہ گفتگو ناکام ہوتی ہے تو چند روز کا نوٹس دے کر اسٹرائک وغیرہ شروع کرتے ہیں۔ لیکن اس عام ضابطہ کے برخلاف دیوبند میں جو کچھ ہوا بالکل اچانک اور دفعۃً و بغتۃً ہوا اور وہ بھی اس شدت کے ساتھ کہ الاماں و الحفیظ، طلبا نے مدرسہ کی عمارتوں اور درسگاہوں پر قبضہ کر کے اساتذہ اور عملہ کو بے دخل کر دیا، مدرسہ کے دروازوں پر پہرہ بٹھا دیا کہ کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر نہ اندر داخل ہو سکتا تھا اور نہ باہر جا سکتا تھا۔ جو طالب علم ان لوگوں کی مجلس عمل کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے ان کو سزائیں دی جاتی تھیں۔ اور اس طرح گویا طلبا نے اپنی ایک متوازی حکومت مدرسہ کے اندر قائم کر لی تھی۔ ظاہر ہے یہ صورتِ حال کسی طرح بھی قابل برداشت نہیں ہو سکتی تھی۔ جب انتظامیہ کی طرف سے